رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ۔ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

اللہ اکبر

غلام احمد قادیانی

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی

سالانہ ۵ عہ

ششماہی ۸؍ ۳ عہ

سہ ماہی ۱۲؍

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸؍

جلد ۲۵	۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ	یوم چہار شنبہ	مطابق ۲ جون ۱۹۳۷ء	نمبر ۱۲۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ مئی - آج دس بجے رات کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے - کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو خدا کے فضل سے اسہال میں تخفیف رہی رہی بخار میں بھی کمی ہے - اور عام طبیعت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے رو بصحت ہے - الحمد للہ

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی طبیعت ناساز ہے - اور سر میں درد کی تکلیف ہے ؞

گیانی واحد حسین صاحب اور مہاشہ محمد عمر صاحب کو ڈیرہ بابا نانک کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گرمیوں کو روحانی ترقی کے ساتھ خاص مناسبت ہے

ایک مخلص دوست نے پہاڑ پر جانے کے لئے اجازت چاہی - تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

"پہاڑوں پر کیا ہے - ہم تو گرمیاں یہاں ہی بسر کرتے ہیں - کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوتی - بلکہ میں ایک مرتبہ ڈلہوزی گیا - کسی مقدمہ کی تقریب تھی - جب میں وہاں پہونچا - تو خلافِ عادت دیکھا - نہ گرمی ہے - نہ پسینہ آتا ہے - بارش ہوتی ہے - اور بادل گھروں میں اندر گھس آتے - ہر وقت اندر بیٹھے رہنا نہ چلنے پھرنے کے لئے موقعہ ملے - اگر ہر روز چائے نہ پئیں - تو اسہال آجائیں - ایک دو دن میں نے گزارے پھر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی - اور میں جب تک پٹھانکوٹ نہ پہونچ گیا - طبیعت میں نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا"

پھر فرمایا:- "میں دیکھتا ہوں - کہ گرمیوں کو بھی روحانی ترقی کے ساتھ خاص مناسبت ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے مکہ جیسے شہر میں پیدا کیا - اور پھر آپ ان گرمیوں میں تنہا غار حرا میں جا کر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتے تھے - وہ کیا عجیب زمانہ ہوگا - آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے جایا کرتے ہونگے - اصل بات یہ ہے - کہ جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ انس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے - تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے - بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی - اللہ تعالےٰ کی محبت میں آپ اس قدر فنا ہو چکے تھے - کہ آپ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے"

(بدر ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہلیہ مرحومہ حضرت میر قاسم علی صاحب

رقمزدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب

مکرمی اخویم حضرت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار فاروق کی اہلیہ مرحومہ کی وفات کی خبر احباب کرام پڑھ چکے ہیں۔ اور مرحومہ کے متعلق جو نظم حضرت ذوالفقار علی خان صاحب نے لکھی ہے۔ وہ بھی احباب نے پڑھ لی ہوگی۔ مرحومہ کی خوبیاں تو خود اسی سے ظاہر ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے اس مقدس سرزمین میں دائمی ٹھکانا دیا۔ جہاں کے متعلق حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔ کہ وہاں سوائے جنتی کے کوئی دفن ہی نہیں ہو سکتا۔ مگر مجھے مرحومہ کی خوش اخلاقی۔ مہمان نوازی۔ ہمدردیٔ خلائق کنبہ پروری۔ اور بہت سی نیکیوں کے واقعات اور حالات دیکھنے کا موقعہ گزشتہ تیس سال سے ہو رہا ہے۔ میں ۱۹۱۲ء میں حضرت میر صاحب کی عدم موجودگی میں کئی دنوں تک دھلی میں ان کے ہاں مہمان رہا۔ اور اس کے قبل اور بعد بھی کئی دفعہ ان کے ہاں قیام کرنے کا موقعہ ملا۔ اور پھر جب مرحومہ پہلی دفعہ قادیان آئیں۔ تو میری ہمسائگی میں کئی ماہ تک وہ ایک کرایہ کے مکان میں رہیں۔ میری مرحومہ بیوی امام بی بی کے ساتھ ان کا بہت تعلق محبت تھا۔ اور اکثر آمد و رفت رہتی تھی۔ مرحومہ احمدیت کے واسطے ایک مخلصانہ اور غیرت مندانہ جوش اپنے قلب میں رکھتی تھیں۔ اور باہر سے قادیان آنے والے دوستوں کی خدمت و خاطر کرنے میں اپنا فخر سمجھتی تھیں۔ خاندان نبوت کے ساتھ مرحومہ کو اخلاص و محبت کا خاص تعلق تھا۔ غرض مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالکہ تھیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جنت میں اعلےٰ مقامات مرحمت فرمائے۔ اور اپنے قربِ خاص میں رہے۔ اور حضرت میر صاحب اور عزیز مشتاق احمد اور دیگر پسماندگان مرحومہ کو صبر جمیل عطا فرمائے ؛

اس موقعہ پر اس امر کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ کہ کچھ عرصہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ سلسلہ کے لائق شاعر بالکل خاموش ہو بیٹھے ہیں۔ ان ایام میں جو کوئی تقریب شادی یا غمی کی ہوئی۔ سوائے حضرت گوہر کے کسی نے اپنے جذبات سے "الفضل" کے کالموں کو مزین نہیں فرمایا۔ ہمارے سب کام اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے لئے ہیں۔ اس مفید و بابرکت شاعری کے سلسلہ کو اخبار میں بطور چاشنی کے جاری رکھنا چاہیئے ؛ ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۳۰ مئی ۱۹۳۷ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

بیرون ہند کے مندرجہ ذیل اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخلِ احمدیت ہوئے۔

157	Sister Asia Mohammed	Nigeria
158	" Rabatu Zubair	"
159	" Fatima Kuku	"
160	Mr. Abdul Gafar	"
161	" Sadikee Awe	"
162	" Tirimisiyu Kadiri Agbadaula.	"
163	Mr. Hazzan Alao. M. Salvador.	"
164	" Rifat Emim.	Belgrade.
165	Dr. R. Basu	Sumatra.
166	Mr. Mida	
167	Mrs. Ali.	Warham.

صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب کی کامیابی کیلئے دعا کیجائے

صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے امسال مولوی فاضل کا امتحان دیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ انکی کامیابی کے لئے خاص توجہ سے دعا فرمائیں ؛

درخواست ہائے دعا

(۱) اخویم راجہ محمد اسلم صاحب بی اے سکرٹری جمعیۃ فتیان الاحمدیہ بیمار ہیں۔ اور ان دنوں میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار ابو العطاء جالندھری (۲) میرا لڑکا عزیز بشیر الدین مسعود احمد بوجہ اسہال اور رقتے بیمار ہے اس کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار عبد الحق کلاسوالہ (۳) بندہ کئی سال سے مشکلات میں گرفتار ہے۔ دردمند حضرات کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ بندہ کی مشکلات کے [illegible] دعا فرمائیں۔ خاکسار [illegible]

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے

اس عنوان سے ابو الفضل محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتی نوح کا ایک اقتباس چھوٹے سائز اور عمدہ کاغذ پر بلاک بنوا کر شائع کیا ہے۔ چونکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقی احمدی کی علامات بتائی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے ؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی سبکدوشی

یکم جون ۱۹۳۷ء مفتی محمد صادق صاحب کو صدر انجمن نے آج کی تاریخ سے کارکنیت سے سبکدوش کر دیا ہے۔ ان کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ "صدر انجمن احمدیہ دلی افسوس کے ساتھ یکم جون ۱۹۳۷ء سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے کارکنیت سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور خاص صحابہ میں سے ہونے کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے بھی قدیم ترین اور ممتاز کارکنوں میں سے ہیں۔ اور ان کے ریٹائر ہونے پر صدر انجمن احمدیہ ان کی خدمات کا شکرگزاری کے ساتھ اعتراف کرتے ہوئے ان کے متعلق محبت اور قدردانی کے جذبات کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں تا دیر سلامت رکھے۔ اور صحت اور خوشی کی زندگی کے ساتھ خدمتِ دین کی مزید توفیق عطا فرمائے"!

مفتی صاحب جنوری ۱۹۰۱ء میں اپنی لاہور کی ملازمت دفتر اکونٹنٹ جنرل سے مستعفی ہو کر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ٹیچر مقرر ہوئے تھے۔ اور تب سے متواتر سلسلہ کی مختلف خدمات پر مامور رہے۔ اور گزشتہ تین سال سے پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ

کیا ہندو مسلم سمجھوتہ ناممکن ہے؟

اس وقت جبکہ ایک طرف کانگرس کی طرف سے یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ مسلمان بغیر کسی شرط کے اس کے ساتھ مل کر ہندوستان کو آزاد کرائیں۔ اور دوسری طرف مسلمان یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ چونکہ وہ اقلیت میں ہیں۔ اور آج تک اکثریت کا سلوک ان سے منصفانہ نہیں بلکہ معاندانہ رہا ہے۔ اس لئے انہیں اطمینان دلایا جائے۔ کہ آئندہ ان کے ساتھ عادلانہ سلوک کیا جائے گا۔ اور ان کے مذہبی و سیاسی حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائے گی۔ یہ معلوم کرنا دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے اس اہم مطالبہ کو ناقابلِ التفات قرار دینے۔ اور ناممکن بتانے کے لئے جو وجوہات پیش کی جا رہی ہیں وہ کس قدر وزنی ہیں ؛

قبل اس کے کہ ان وجوہات میں سے کسی کا ذکر کیا جائے۔ یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے سمجھوتہ کا جو مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ وہ اس قدر معقول اور مدلل ہے کہ اس کے خلاف قلم اٹھانے والوں کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" نے اپنے تازہ پرچہ میں لکھا ہے:-

"بظاہر یہ بات نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان باہم مل کر چند شرائط طے کر لیں۔ ان شرائط کی بنا پر سمجھوتہ ہو جائے۔ سمجھوتے کے بعد اتحاد اور اتحاد کے بعد دونوں مل کر ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرنا شروع کر دیں۔ ظاہری طور پر دیکھئے۔ تو اس بات میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ برائی نہیں"

مسلمانوں کے مطالبہ کی بھلائی ہی بھلائی کو "ظاہری طور پر" منحصر رکھنے کی وجہ محض تنگ دلی اور ناانصافی کے جذبہ کی فراوانی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا مطالبہ بظاہر ہی "نہایت خوبصورت" اور "بھلائی ہی بھلائی" نہیں۔ بلکہ بباطن بھی نہایت ہی معقول اور مفید ہے۔ مگر افسوس کہ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی ؛

بہرحال جس مطالبہ کے ظاہر کی اس قدر تعریف و توصیف کی گئی ہے اس کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ دی جا رہی ہے۔ کہ چونکہ ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان اور چھبیس کروڑ ہندو سارے کے سارے کسی ایک شرط پر متفق نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کوئی سمجھوتہ ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ "ملاپ" لکھتا ہے:-

"سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ بات (ہندو مسلم سمجھوتہ) ممکن ہے۔ کیا ہندوستان بھر کے ہندو اور ہندوستان بھر کے مسلمان کسی ایک سمجھوتے پر راضی ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ہندوستان میں اس وقت قریباً آٹھ کروڑ مسلمان اور قریباً چھبیس کروڑ ہندو ہیں کیا یہ آٹھ کروڑ اور چھبیس کروڑ کسی ایک شرط پر متحد ہو سکتے ہیں۔ میرا یقین ہے۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ عملی طور پر ناممکن ہے"

پھر اسی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"یہ قطعی طور پر ناممکن ہے۔ کہ تمام کے تمام ہندو لیڈر یا تمام کے تمام مسلم لیڈر کسی ایک بات پر متفق ہو جائیں۔ ہندو مسلم سمجھوتے کا اور ایسے سمجھوتے کا جو چند برس کے لئے کارگر ہو۔ ایک طریقہ ضرور ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک جگہ چھبیس کروڑ ہندو اور آٹھ کروڑ مسلمان سب کے سب اپنے اپنے مطالبات دوسروں کے سامنے رکھیں۔ اور ان مطالبات کے مطابق شرائط طے ہوں لیکن یہ چونتیس ۳۴ کروڑ آدمی کیا کبھی ایک جگہ اکٹھے ہوں گے۔ کیا یہ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر کسی آدمی کے دماغ میں رتی بھر بھی عقل ہے۔ تو وہ کہے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور اسی لئے کوئی سمجھوتہ بھی نہیں ہو سکتا"

ان سطور میں "ملاپ" نے "رتی بھر عقل" رکھنے والے سے یہ کہلا کر کہ ہندوستان کے ۳۴ کروڑ آدمی ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جھٹ اس سے یہ نتیجہ نکال لیا۔ کہ پھر ہندو مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ دنیا میں اس وقت تک صرف ہندو مسلم سمجھوتہ کی تجویز ہی پیش ہوئی ہے۔ یا اور قوموں میں بھی سمجھوتے ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اگر آج تک مختلف اقوام میں مختلف امور کے متعلق سمجھوتے ہوتے چلے آ رہے ہیں تو کیا وہ اسی طریق سے ہوتے رہے ہیں جسے "ملاپ" نے پیش کر کے ناممکن قرار دیا ہے ؛

معلوم نہیں۔ کس عقل و سمجھ کی بنا پر یہ کہا گیا ہے۔ کہ جب تک ہندوستان کے چونتیس کروڑ آدمی ایک جگہ اکٹھے نہ ہوں اس وقت تک ہندو مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ اگر دنیا کی دوسری اقوام اور حکومتوں کو آپس میں سمجھوتے کرنے کے لئے اپنی اپنی قوم کے ہر فرد کو ایک جگہ جمع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ تو ہندو مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کیوں چارہ نہیں۔ تاریخ عالم میں اس قسم کی کوئی ایک بھی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔ کہ کوئی دو قوموں نے آپس میں سمجھوتہ کرتے وقت اپنے تمام افراد کو ایک جگہ جمع کیا ہو۔ کیا "ملاپ" بتا سکتا ہے۔ کہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جبکہ گاندھی جی اور ڈاکٹر امبیدکار کے ذریعہ ہندوؤں اور اچھوتوں میں سمجھوتہ ہوا۔ اور معاہدۂ پونہ لکھا گیا تھا۔ اس وقت تمام ہندو اور تمام اچھوت پونا میں جمع ہو گئے تھے۔ یا کم از کم تمام کے تمام ہندوؤں اور اچھوتوں نے گھر بیٹھے اسے تسلیم کر لیا تھا۔ اگر ان دونوں باتوں کا جواب نفی میں ہے۔ تو ہندو مسلم سمجھوتہ کو اس لئے ناممکن قرار دینا کہ تمام ہندو مسلمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ کہاں کی ہوشمندی ہے جبکہ معمولی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ قومیں آپس میں سمجھوتے کرتے وقت اپنے تمام افراد کو ایک جگہ اکٹھا نہیں کیا کرتیں۔ بلکہ قوموں کے مسلّمہ نمائندے ایک دوسرے سے تصفیہ کرتے۔ اور پھر جس بات پر متفق ہو جاتیں۔ اسے اپنی قوم سے منوانے کی ذمہ واری اپنے سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ یہی صورت ہندو مسلم سمجھوتہ میں اختیار کی جا سکتی ہے۔ فریقین کے وہ لیڈر جو کسی حلقہ کے نمائندے ہوں۔ اور اپنے حلقہ میں سمجھوتہ کے نفاذ کی ذمہ داری اٹھائیں۔ جمع ہو کر سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر سمجھوتہ کی صرف یہی صورت ہے۔ جو "ملاپ" نے پیش کی ہے۔ تو پھر ہندوؤں کا یہ ادعا بھی باطل ہو جاتا ہے۔ کہ مسلمان اس وقت ہندوستان کے آزاد کرانے میں شریک ہو جائیں۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد ان سے سمجھوتہ کر کے حقوق کی تعیین کر دی جائے گی۔ کیونکہ ہندوستان کو آزادی مل جانے کے بعد بھی ۳۴ کروڑ ہندو مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح آج ناممکن ہے۔ اور اس وقت ہندو بڑی آسانی سے مسلمانوں کو یہ جواب دے دیں گے۔ کہ جب تک ہندوستان کا ہر ایک فرد ایک جگہ جمع نہ ہو۔ اور پھر جو سمجھوتہ کیا جائے اس کی تصدیق نہ کرے۔ اس وقت تک ہم تم سے سمجھوتہ کر ہی کیونکر سکتے ہیں ؛

سمجھوتہ کے خلاف اس قسم کے غیر معقول عذرات دراصل ثبوت ہیں اس بات کا کہ سمجھوتہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مبایعین کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبات

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اعتراضات کے جواب

(۵)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے غیر مبایعین اور بالخصوص جناب مولوی محمد علی صاحب کے (جو "واجب الاطاعت امیر" بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں) موجودہ رجحانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"جو لوگ میرے مقابل پر کہہ رہے تھے کہ خلافت کی ضرورت نہیں۔ وہ آج ناکام ہو کر اس مسئلہ کی طرف آ رہے ہیں۔ اور ۲۳ سال بعد پھر اس نکتہ کی طرف لوٹے ہیں۔" (الفضل ۳ر اپریل)

اس بیان کے متعلق ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

"آخر میاں صاحب کو یہ کہاں سے پتہ لگ گیا۔ کہ خلافت کے بارے میں ۶۵ سال کا بڈھا یعنے مولوی محمد علی صاحب اس نتیجہ پر آن پہونچا ہے۔ جس پر ۲۵ سالہ نوجوان یعنے میاں محمود احمد صاحب آج سے ۲۳ برس پہلے پہونچا تھا۔؟"

پھر لکھتے ہیں:۔

"**خلافت کے بارے میں جس اصول پر مولوی محمد علی صاحب آج سے ۲۳ برس پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ انہی پر آج تک قائم ہیں**"۔ (پیغام ۳ر مئی ۳۷ء)

اس کا ایک ناقابل تردید جواب تو یہ ہے کہ اب مولوی محمد علی صاحب کو واجب الاطاعت امیر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور موقعہ وبے موقعہ انہیں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ لکھا جاتا ہے۔ اور اگر برا نہ منایا جائے تو کہہ دوں کہ موجودہ ایڈیٹر صاحب پیغام کو یہ منصب محض اس وجہ سے نصیب ہؤا ہے۔ کہ انہوں نے مولوی محمد علی صاحب اور انکے حامیوں کی سابقہ تحریروں سے ناواقف ہونے کے باعث ایسی تجویز پیش کرنے کی جرأت کی۔ جسے کوئی واقف پیش کرنے کی قطعاً جرأت نہ کرتا۔ اگر مولوی صاحب "اب ایک مرکزی شخصیت اور واجب الاطاعت وجود" کے قائل نہیں ہو گئے۔ تو ان کا فرض تھا۔ کہ جب ان کی رضامندی سے ان کے پرسنل اسسٹنٹ نے انہیں "واجب الاطاعت امیر" بنانا چاہا تو وہ اس کی پرزور مخالفت کرتے۔ اور کھلم کھلا واجب الاطاعت امیر کہلانے سے بیزاری کا اعلان کرتے۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے انہوں نے اس سے انکار نہیں فرمایا اور بھلا انکار کیسے کر سکتے تھے۔ جبکہ یہ سب کچھ ان کے اپنے ہی ارادہ سے ظہور پذیر ہوا تھا

امیر المومنین کا لقب

غیر مبایعین پر واضح رہے کہ امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختیار فرمایا تھا۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ نیز اپنے وقت کے بادشاہ۔ بعد ازاں یہ لقب خلفاء اور شاہان اسلام اختیار کرتے رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ لقب کس بناء پر اختیار کیا ہے۔ کیا وہ بادشاہ ہیں یا خلیفۂ وقت۔ جب وہ نہ بادشاہ ہیں نہ خلیفہ تو ان کا کیا حق ہے۔ کہ اس لقب کو اپنے لئے روا رکھیں۔ اور ان کے ساتھیوں کا کیا حق ہے۔ کہ جبکہ وہ مولوی صاحب کو نہ بادشاہ جانتے ہیں۔ اور نہ ہی انہیں خلیفہ سمجھتے ہیں۔ ان پر بلاوجہ "امیر المومنین" کے پاکیزہ لقب کا اطلاق کریں۔؟ کیا یہ لقب امیر المومنین سے کھلا استہزا نہیں۔؟ اگر عرف اسلامی اور مسلمانوں کی اصطلاح کی کوئی اہمیت ہے۔ تو آج مولوی محمد علی صاحب کے لئے امیر المومنین کا استعمال بہت بڑی جسارت ہے۔ مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے لئے صرف ایک راہ کھلی ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے خیال میں اب چونکہ مولوی صاحب خلیفہ بن گئے ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک انہیں امیر المومنین کہنا جائز ہے۔ اگر وہ ایسا تسلیم کر لیں۔ تو ہم انہیں اس استعمال میں سنجیدہ قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا بیان سراسر دروغ قرار پائے گا۔ اور انہیں ماننا پڑے گا۔ کہ بلاشبہ ۲۳ برس سے جس حقیقت کا اہل پیغام اور مولوی محمد علی صاحب انکار کرتے رہے ہیں۔ اسے ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور یہی بات ہے جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں مولوی محمد علی صاحب سے منسوب کیا ہے

لقب امیر المومنین اور مولوی محمد علی صاحب

لیکن اگر وہ اس بات کو نہ مانیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ ہمارے اس اہم سوال کا جواب دیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب پر لقب "امیر المومنین" کا اطلاق کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ نیز کیا ان کی امارت کے منکر مؤمن ہیں یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے تجاہل عارفانہ کے طور پر لکھ دیا۔ کہ میاں صاحب کو آخر کہاں سے پتہ لگ گیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب خلافت کے بارے میں اسی نتیجہ پر آن پہونچے ہیں۔ جس کا ذکر آج سے ۲۳ برس پہلے کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس کے ماخذ کا خوب علم تھا۔ خود لکھتے ہیں:۔

"میں نے سنا ہے کہ غلام نبی مسلم صاحب کے کسی فقرہ سے میاں صاحب نے ایسا اخذ کیا ہے۔ تو عرض یہ ہے۔ کہ اول تو مسلم صاحب کے کسی فقرہ کو مولوی محمد علی صاحب کی طرف منسوب کرنا کیا معنی؟ مولوی محمد علی صاحب زید یا بکر کے کسی مضمون کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ اور نہ مسلم صاحب ساری جماعت کے نمائندہ ہیں۔ دوم یہ کہ مسلم صاحب نے بھی جو امام کی اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ تو قرآن اور حدیث کے ماتحت ہی ضروری قرار دیا۔"

(پیغام ۳ر مئی ۱۹۳۷ء)

ان الفاظ کی سادگی اور ڈاکٹر صاحب کا تصنع قابل ملاحظہ ہے۔ گویا آپ کو علم نہیں۔ آپ نے صرف کہیں سے سن لیا ہے۔ مگر جواب کی دونوں شقیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ اگر مسلم صاحب نے "جو امام کی اطاعت کو ضروری قرار دیا تو قرآن اور حدیث کے ماتحت ہی ضروری قرار دیا ہے۔ تو شق اول کے قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب زید یا بکر کے کسی مضمون کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے میں پوچھتا ہوں کہ کیا مولوی محمد علی صاحب اپنے مضمون کے بھی ذمہ دار ہو سکتے ہیں کیا وہ ان اپنی تحریروں کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جو وہ اپنی قادیانی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بارے میں لکھتے رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ "زید یا بکر" کا تو بہانہ ہے۔ ورنہ وقت پڑنے پر مولوی صاحب اپنی تحریر کو بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا کرتے

زید یا بکر کا مضمون

غریب غلام نبی مسلم جن دنوں زیر بحث مقالہ لکھتا ہے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کا پرسنل اسسٹنٹ ہے۔ اس مقالہ کو لیڈنگ آرٹیکل کے طور پر اخبار پیغام صلح میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس پر خوش ہو کر اس کو پیغام صلح کا ایڈیٹر بنا دیا جاتا ہے۔ لیکن جب زبردست اعتراض سے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسے زید یا بکر کا مضمون قرار دے کر جان بچانا چاہتے ہیں یا للعجب۔ قابل حل سوال یہ ہے کہ فقرہ "مولوی محمد علی صاحب زید یا بکر کے کسی مضمون کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے" کہنے والا کون ہے

308

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب نے خود تو یہ فرمایا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے آپ کو کچھ سمجھیں۔ مگر غیر مبائعین کی "جمہوریت پسندی" کا تقاضا ہے۔ کہ وہ انہیں بھی " زید یا بکر " کی ذیل میں ہی داخل رکھیں۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ کل کوئی غیر مبایع یا خود مولوی محمد علی صاحب ہی لکھدیں۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضمون کے وہ ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔ اور نہ وہ جماعت کے نمائندے ہیں۔ اس لئے ان کے قول کی بناء پر غلام نبی صاحب مسلم کا مقالہ افتتاحیہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہی مقالہ دراصل قوم کی آواز ہے۔ فرمائیے ان حالات میں غیر مبائعین کی کونسی رائے قابلِ اعتبار ٹھہر سکتی ہے۔ کیونکہ وہ سب کے سب بزعمِ خویش "اہل الرائے" ہیں :-

قرآن وحدیث کے ماتحت اطاعت

ڈاکٹر صاحب بھولے پن سے فرماتے ہیں۔ کہ مسلم صاحب نے تو امام کی اطاعت کو قرآن وحدیث کے ماتحت ہی ضروری قرار دیا ہے۔ بہت خوب! کیا اسلامی شریعت میں خلیفہ کو قرآن وحدیث کے بالمقابل واجب الاطاعت قرار دیا جاتا ہے؟ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کی اطاعت قرآن وحدیث کے ماتحت ہی ضروری نہ تھی؟ اگر ایسا ہی تھا۔ تو فرمائیے۔ کہ جس مقام پر مسلم صاحب مولوی محمد علی صاحب کو لے جانا چاہتے تھے۔ اس میں اور خلافت میں کیا فرق ہے؟ ڈاکٹر صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ اس وہم کو دور کر دیں۔ کہ اس قسم کی رکیک باتوں سے حقیقت کو چھپا سکتے ہیں :-

مغالطہ دہی کی ناکام کوشش

احمدی تو بہت بڑی فراست کے مالک ہیں۔ غیر مبایع اصحاب بھی ڈاکٹر صاحب کی اس ژولیدہ بیانی پر محوِ حیرت ہوں گے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر ڈاکٹر صاحب قولوا قولاً سدیداً پر عمل پیرا ہوتے۔ اور صاف کہدیتے۔ کہ بے شک مولوی محمد علی صاحب نے اپنے پرسنل اسسٹنٹ کے ذریعہ واجب الاطاعت امیر بننے کی تحریک کی۔ مگر ہم اس سے متفق نہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب صاف گوئی کی بجائے مغالطہ دہی کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلم صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:-

"کیا انہوں نے یہ لکھا تھا۔ کہ ایک مطاع الکل معصوم خلیفہ کی ضرورت ہے جس پر سچے اعتراض کرنا بھی گناہ ہوں۔ اور جو انجمن پر بھی حاکم ہو۔ حاشا وکلا ہرگز ایسا نہیں لکھا"!!

اس عبارت سے ڈاکٹر صاحب کی بدنیتی عیاں ہے۔ وہ اس بحث کو کہ اہلِ پیغام ایک واجب الاطاعت امیر یا خلیفہ کے قائل ہو گئے ہیں۔ الجھن میں ڈالنے کے لئے باتوں کو موڑ توڑ کر پیش کرتے ہیں۔ سچے اعتراضات کا جواب میں گزشتہ نمبروں میں ذکر کر چکا ہوں معترض ہزار کہے۔ کہ میرے اعتراضات سچے ہیں۔ پھر اسلامی شریعت اخلاق و آداب کی حفاظت کی خاطر انہیں برسرِعام بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اور یہ امر خلیفہ چھوڑ ہر مومن کے متعلق بھی ہے باقی رہا مطاع الکل اور انجمن پر حاکم خلیفہ کا مسئلہ۔ سو میں اس کے لئے مسلم صاحب کے مضمون کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ جس سے ڈاکٹر صاحب کی کذب بیانی کھلے طور پر ثابت ہو جائے گی۔ مسلم صاحب نے لکھا ہے:-

(۱) "جب تک عنان ایسے امیر کے ہاتھ میں نہ ہو جس کے ہاتھ پر عملی طور پر تن من دھن کی قربانی کی بیعت نہ کی ہو۔ مستقل اور پائندہ ترقی محال ہے"۔

(۲) "یہ تبھی ممکن ہے۔ جبکہ ایک واجب الاطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو۔ تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں اور جونہی اس کی زبان فیض ترجمان سے کوئی حکم مترشح ہو سب بلا حیل وحجت اس پر عمل پیرا ہوں"۔

(۳) "ضروری ہے۔ کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو جس کا ہر حکم اس قانون کے ماتحت واجب التعمیل ہو۔ اور کوئی فردِ جماعت اس کی بجا آوری میں چون وچرا نہ کرے۔ اس امارت کی بہترین مثال زمانۂ امارت ابوبکرؓ وعمرؓ ہے۔ وہ قرآن کے تابع تھے۔ لیکن کیا مجال کہ کوئی ان کے احکام سے سرِمو انحراف کر سکے"۔

(۴) "یہاں امیر کو نائب رسول ظاہر فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی ہر وقت جماعت کے سر پر امیر کے وجود کو لابداور ضروری قرار دیا ہے۔ اور اسے صاحبِ حکم فرمایا ہے۔ جس کی اطاعت قرآن وسنت کی روشنی میں ویسے ہی ہو جیسے اللہ اور اس کے رسول صلعم کی"

(پیغام صلح ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء)

ان عبارتوں سے ڈاکٹر صاحب کی غلط بیانی بالکل واضح ہے۔ مسلم صاحب نے ان تمام تشریحات کے بعد لکھا ہے:-

"جماعتی زندگی واجب الاطاعت امیر کے بغیر بے معنی بات ہے۔ پس آؤ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہر ارشاد کی تعمیل اپنا وظیفۂ حیات بنائیں"!!

گویا انہیں مسلم ہے۔ کہ اب سے مولوی محمد علی صاحب کو واجب الاطاعت امیر بنانے اور ان کے ہر ارشاد کی تعمیل کو وظیفۂ حیات قرار دینے کی سکیم جاری کی جاتی ہے۔ یہ چیز ہنوز حاصل نہیں تھی۔ ورنہ اس تلقین کا مدعا کیا ہے۔ یہ تو تحصیل حاصل ہو گی :-

مسلم صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو "واجب الاطاعت امیر" ماننے کے مخالف غیر مبائعین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے "بظاہر ایسے امیر کا تسلیم کرنا طبع کو ناگوار گزرتا ہے۔ خودسر انسان ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ کہ اس میں پیر پرستی۔ اور شخصی غلامی کا رنگ جھلکتا ہے۔ مگر یہ قلتِ تدبر اور کوتاہ بینی کا نتیجہ ہے"۔

فرمائیے۔ کیا اب بھی ڈاکٹر صاحب کو اپنی مغالطہ دہی کے ماننے میں انکار ہو سکتا ہے۔ کیا مسلم صاحب کا پیش کردہ واجب الاطاعت امیر مطاع الکل، نائبِ رسول اور انجمن کا بھی حاکم ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کے ہاتھ پر تن من دھن کی قربانی کی بیعت "ضروری ہے۔ یا نہیں؟ کیا تمام افراد کا فرض نہیں۔ کہ اس کے اشارے پر حرکت کریں۔ اور اس کے حکم پر فوراً اور بلا حیل وحجت عمل پیرا ہوں؟ کیا اس مرکزی شخصیت کے احکام کی بجا آوری بلا چون وچرا واجب ہے۔ یا نہیں۔ اور ان سے سرِمو انحراف جائز نہیں؟ کیا اس کی اطاعت قرآن وسنت کی روشنی میں اللہ اور رسول کی اطاعت کی طرح کی نہیں؟ جب یہ سب کچھ موجود ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کا انکار کس طرح مبنی بر صداقت سمجھا جا سکتا ہے؟ :-

دیانت داری کا تقاضا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب کہتے۔ مولوی محمد علی صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ نے ایسا لکھا اور "پیغام صلح" میں بطور مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا لیکن قادیان والوں کے اعتراض سے ڈر کر ہم نے اس سے رجوع کر لیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے ہم مولوی محمد علی صاحب کو "واجب الاطاعت امیر" بنانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اگر ڈاکٹر صاحب ایسا کرتے۔ تو یقیناً ان کا بیان معقول ہوتا لیکن افسوس کہ وہ تو صریح طور پر باطل کی تائید پر کمربستہ نظر آتے ہیں۔ اور حق کے آگے گردن جھکانا ان کی انانیت کے منافی ہے :-

غیر مبائعین کے لئے دوگونہ مصیبت

ناظرینِ کرام! غلام نبی صاحب مسلم پرسنل اسسٹنٹ مولوی محمد علی صاحب کے مقالہ افتتاحیہ سے مخلصی کے لئے تو ڈاکٹر صاحب نے اسے "زید یا بکر کا مضمون" کہہ دیا۔ اور کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے سمجھ لیا۔ کہ اب وہ گرفت سے آزاد ہو گئے لیکن سچ یہی ہے۔ کہ اس موقعہ پر غیر مبائعین کے لئے دوگونہ مصیبت ہے۔ اور مسلم صاحب کے مضمون کو "زید یا بکر کا مضمون" کہہ کر بھی ان کی مصیبت ہلکی نہیں ہوئی۔ اور ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ "خلافت کے بارے میں جس اصول پر مولوی محمد علی صاحب آج سے ۲۳ برس پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ انہی پر آج تک قائم ہیں"!!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہر حال جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ خود مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹ ر فروری ۱۹۳۷ء کے خطبہ میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو مسلم صاحب کے مضمون میں بیان ہوئے ہیں۔ ہم موازنہ کے لئے ذیل میں اس خطبہ کے جو ۲۷ ر فروری کے پیغام میں شائع ہوا ہے۔ اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں

(۱) اسی نظام جماعت کو قائم کرنے کے لئے آپ (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) بیعت بھی لیتے رہے۔ اور نہ **صرف خود ہی بیعت لی بلکہ** آئندہ کے لئے بھی فرمادیا۔ کہ جو کوئی تمہارا امیر مقرر ہو اس کے ساتھ کیا سلوک کرو"۔

(۲) "یاد رکھو کہ کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ یہ سب ہی ناممکن۔ اس لئے **ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ نظام قائم کریں**۔ اور وُہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلعم نے نظام کو قائم کیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ **نظام کی بنیاد ایک ہی بات پر ہے کہ اسمعوا واطیعوا سنو اور اطاعت کرو**۔ جب تک یہ روح نہ پیدا ہو جائے۔ **جب تک تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں نہ آجائیں جب تک تمام اطاعت کی ایک سطح پر نہ آجائیں ترقی محال ہے**"۔

(۳) "وہ شخص جو بیعت کرتا ہے۔ اور پھر بیعت کے اقرار کو پورا نہیں کرتا۔ وہ دراصل دوست نہیں دشمن ہے۔ جو جماعت کے نظام کو کمزور کرتا ہے۔ اور کام کو نقصان پہونچاتا ہے"

(۴) "جماعت کے اس نظام کی پوری پوری پابندی کرو جو امام نے مقرر کر دیا ہے"۔

(۵) "**ہر وقت یہی اصول سامنے ہونا چاہیئے۔ اسمعوا واطیعوا سنو اور اطاعت کرو اور بس**"۔

(۶) ایک اور حدیث میں آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے **امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی**۔ یہ ہے وہ بلند اصول جو آپ نے استحاد ملی کے لئے قائم کیا۔ **اور جو نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے**۔ غور کر کے دیکھ لیجئے اس کے بغیر کوئی نظام قائم رہ سکتا ہی نہیں۔ **یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا**"۔

(پیغام صلح ۲۷ ر فروری ۱۹۳۷ء)

ناظرین کرام! ۷ فروری کو غلام نبی صاحب مسلم مضمون لکھتے ہیں۔ اور وُہ مولوی محمد علی صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ ہیں۔ ۱۹ ر فروری کو مولوی صاحب خطبہ دیتے ہیں جو پیغام صلح میں خاص مصلحت کے ماتحت ادھورا ہی شائع ہوا ہے۔ آپ مسلم صاحب کے مضمون اور مولوی صاحب کے خطبہ کے اقتباسات پر پھر ایک مرتبہ غور فرمائیں۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ وُہ ایک دوسرے کا مثنیٰ ہیں۔ اور ان خیالات کا موجد ایک ہی شخص ہے۔ دونوں جگہ نظام کی بنیاد اور اس کی ریڑھ کی ہڈی اطاعت اور محض اطاعت کو قرار دیا گیا ہے۔ سب افراد جماعت کے امیر کی اطاعت پوری اطاعت کرنے حتیٰ کہ تمام افراد جماعت ایک آواز پر حرکت میں آجائیں۔ کا ذکر ہے دونوں جگہ اس بہترین نظام اور ایک آواز پر حرکت میں آجانے کی مثال خلفاء راشدین کے زمانہ سے دی گئی ہے۔ کیا اس قدر تشابہ کے بعد بھی کوئی نادان ایسا ہو سکتا ہے۔ جو ان دونوں بیانات کا مصدر ایک قرار نہ دے اور وُہ مصدر مسلم صاحب نہیں ہو سکتے بلکہ مولوی محمد علی صاحب ہی ہیں۔ آپ نے پہلے پرسنل اسسٹنٹ کو آگے کیا اور دو ہفتے کے بعد خود وہی کہہ دیا۔ جو اپنے پرسنل اسسٹنٹ سے لکھوایا تھا۔ اب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا فرض ہے۔ کہ بے چارے مسلم صاحب کا پیچھا چھوڑ کر اور زید یا بکر کے مضمون کا وہم دور کر کے مولوی محمد علی صاحب کے بیانات پر غور کریں۔ اور کسی عقلمند سے دریافت کریں۔ کہ کیا ان اقتباسات سے صاف ظاہر نہیں۔ کہ آج مولوی محمد علی صاحب ایک واجب الاطاعت امیر کی ضرورت منوا کر اپنے لئے اسی امارت کو تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ جو امارت کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کو حاصل تھی۔ اور تمام افراد سے جن میں انجمن کے ممبر بھی شامل ہیں مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی ایک آواز پر حرکت میں آجائیں اور "سنو اور اطاعت کرو اور بس" کے اصول پر کاربند ہو جائیں۔ ہاں مولوی صاحب کی یہ بھی تمنا ہے۔ کہ ان کی اطاعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور ان کی نافرمانی رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سمجھی جائے۔

مولوی محمد علی صاحب سے مطالبہ

کوئی غیر مبائع دوست بتلائے کہ کیا ۱۹۱۴ء سے لے کر آخر ۱۹۳۶ء تک مولوی محمد علی صاحب نے کبھی ان خیالات کا اظہار کیا۔ اور کبھی فردِ واحد کی کامل اطاعت کے بغیر ترقی کو محال بتلایا۔ ڈاکٹر صاحب کو ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ وُہ مولوی محمد علی صاحب کے خطبہ جمعہ کے مندرجہ بالا اقتباسات کی نظیر ان کی ۲۳ سالہ تحریرات سے دکھائیں۔ اگر وُہ نہ دکھا سکیں۔ اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو انہیں اس غلط بیانی پر ضرور شرمندہ ہونا چاہیئے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ۲۳ سال سے ایک ہی اصول پر قائم ہیں۔ کوئی بتلائے۔ کہ جس قسم کا واجب الاطاعت امیر بننے کی مولوی محمد علی صاحب کو اب خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ اور جس قسم کا امیر المومنین بننے کی خاطر انہوں نے مسلم صاحب کے ہاتھوں میں "پیغام صلح" کی ادارت سپرد کی ہے۔ اس میں اور اسلام کے خلفاء میں کیا فرق ہے۔؟ اس میں اور حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کیا فرق ہے؟ میں نے زبانی طور پر یہ سوال مولوی محمد علی صاحب کے سامنے ان کی مسجد میں ۲۵ مئی بوقت مغرب پیش کیا۔ مگر وُہ بالکل جواب نہیں دے سکے۔ اب بذریعہ الفضل پھر ان سے اور انکے مددگاروں سے مطالبہ کرتا ہوں کیا وہ اس کا واضح جواب دیں گے۔

ہم جانتے تھے اور جانتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب کا واجب الاطاعت امیر بننے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کسی نے "تن من دھن کی قربانی کی بیعت تو کیا کرنی تھی پانچ گریجوایٹوں کا مطالبہ بھی جسے مولوی صاحب نے خطبہ میں بڑے الحاح سے پیش کیا تھا عرصہ دراز کے بعد سمٹ سٹا کر دو پر آگیا ہے۔ اس کے ساتھ کئی سبز باغ بھی دکھائے گئے مگر نامعلوم کب اسے عملی جامہ پہنایا جائے گا زندگی وقف کرنے کی تحریک کی تو مولوی صاحب کو جرأت ہی نہیں۔ کیونکہ وُہ اپنی آواز کی قیمت سمجھتے ہیں۔

وهمّوا بما لم ينالوا کی تفسیر

مولوی صاحب نے بہت جلد محسوس کر لیا۔ کہ واجب الاطاعت امیر بننے کا خیال تو آسان ہے مگر اس کا منوانا کار دارد۔ اس لئے آپ نے مسلم صاحب کے مضمون اور اپنے خطبہ کے ذریعہ جس خیال کو پھیلانا چاہا تھا۔ اسے دبا دینے کے لئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو کھڑا کر دیا۔ کیونکہ بظاہر حالات ڈاکٹر صاحب مولوی صاحب کے مخالفوں کی صف میں کھڑے نہیں ہو سکتے۔ لہذا انہوں نے اس بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ دراصل مسلم صاحب اور مولوی صاحب کی غلطی کی تلافی کی کوشش ہے۔ اور یہ سب کچھ مولوی صاحب کے ایماء سے ہو رہا ہے۔ اس تمام واقعہ میں آیت قرآنی وهمّوا بما لم ينالوا کی تفسیر نمایاں طور پر ظاہر ہو رہی ہے۔

بہر حال سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں جو کچھ فرمایا بالکل سچ اور درست ہے کیونکہ مولوی محمد علی صاحب نے ۲۳ برس تک شخص واحد کے واجب الاطاعت ماننے کی مخالفت سر توڑ مخالفت کرنے کے بعد آج اس کی ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ غیر مبائعین ان کو واجب الاطاعت امیر ماننے کیلئے رضامند نہیں۔

(خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

309

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لنڈن میں یوم التبلیغ کیسے منایا گیا

یوم التبلیغ سے پہلے بعض دوستوں کو پمفلٹ روانہ کر دیئے گئے تھے۔ جو انہوں نے تقسیم کئے۔ برادرم مبارک احمد صاحب فیولنگ نے اپنے ایک دوست کے مکان پر جاکر تبلیغ کی۔ اور مسٹر عبد الرحمٰن ہارڈی نے لاریوں میں پمفلٹ رکھ دئے تا ان میں بیٹھنے والے ان کو لے کر پڑھیں۔ اور میر عبد السلام صاحب نے ہائیڈ پارک میں تقریر کی۔ مسٹر اور مسز آرنلڈ نے بھی اپنے مکان پر ایک شخص کو چائے پر بلا کر تبلیغ اسلام کی۔ لنڈن سے باہر جن دوستوں کو پمفلٹ بھیجے گئے۔ انہوں نے بھی تقسیم کئے۔ چنانچہ مسٹر اے۔ جی برایل پورٹ سمتھ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کے پمفلٹ بھیجنے کا بہت شکریہ۔ جونہی کہ پمفلٹ ملے میں نے انہیں تقسیم کر دیا بہت سے دوستوں نے مجھ سے مذہب اسلام کے متعلق سوالات کئے۔ جن کے میں نے اپنے علم کے مطابق جوابات دئے۔ میں بہت خوش ہوں۔ اور بجا فخر کرتا ہوں۔ کہ میں اسلام جیسے عمدہ اور دلکش مذہب سے وابستہ ہوں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب کلیپم کامن تشریف لے گئے۔ اور وہاں بہت سے لوگوں کو کلمہ حق پہنچایا۔ اور بتایا کہ مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے۔ کہ میں نے اس زمانہ کے پیغمبر کو دیکھا اور ان کی صحبت میں مدت تک رہا۔ لوگ آپ کی باتوں کو توجہ سے سنتے رہے۔ نیز آپ نے پمفلٹ بھی تقسیم کئے۔

خاکسار صبح ہی برادرم عبد العزیز کے مکان پر گیا۔ اور ان کو ساتھ لے کر مسٹر فاکس کے مکان پر پہنچا جو چرچ آف انگلینڈ کے ایک مشہور لیکچرار ہیں ان کے پاس ایک نوجوان بھی تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک ان سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ تعدد ازدواج اور عورت کے درجہ وغیرہ مسائل پر زیادہ بحث ہوئی۔ انہوں نے اقرار کیا۔ کہ یہاں کے لوگ تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن خود آپس میں کتوں اور بلیوں کی طرح مناکحت کرتے ہیں۔ پھر ہم کلیپم کامن چلے گئے راستے میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ کلیپم میں ایک پادری تقریر کر رہا تھا تو اس کی تقریر پر سوالات کئے گئے۔ بعد میں دہریوں سے دو گھنٹہ تک ہستی باری تعالیٰ اور نبوت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا۔ اگر خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کیا جائے۔ تو نیکی اور بدی کی کوئی تعریف آپ نہیں کر سکتے۔ دہریہ نے کہا۔ ہر ایک شخص سمجھتا ہے۔ کہ نیکی کیا ہے۔ اور بدی کیا۔ میں نے کہا۔ معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا نیکی ہے یا بدی۔ کہنے لگا نہایت بری چیز ہے میں نے کہا مسولینی سے دریافت کریں وہ کہے گا۔ کہ اپنی قوم اور اپنے ملک کی عظمت اور شان قائم کرنے کے لئے حبشہ کے معصوم بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا بری چیز نہیں ہے۔ کہنے لگا وہ غلطی پر ہے۔ میں نے کہا وہ کہے گا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائیگا کہ یہ آپ کی رائے ہے اور وہ اس کی رائے ہے۔ اسی طرح ایک چور اور لٹیرا کہے گا۔ کہ چوری اچھی چیز ہے۔ اور دلیل یہ دے گا۔ کہ گورنمنٹ بھی اپنے فائدہ کے لئے ٹیکس زیادہ لینے کے وسائل سوچتی رہتی ہے۔ اور لوگوں کا مال ان کی مرضی کے خلاف لیتی ہے۔ اسی طرح اگر میں رات بھر تکلیف اٹھا کر اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر مال حاصل کروں اور اپنا پیٹ پالوں تو میرا فعل برا کیونکر ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کو ماننے والا کہے گا۔ نیکی وہی ہے جس کو خدا نیکی قرار دے اور بدی وہ ہے۔ جسکو خدا بدی قرار دے جب انہوں نے خدا کے وجود پر دلیل مانگی۔ تو میں نے ان سے دریافت کیا۔ آپ نے ہندوستان دیکھا ہے۔ کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا آپ نے کیسے یقین کیا ہے۔ کہ ہندوستان کوئی ملک ہے۔ دو تین دہریہ بول اٹھے۔ کہ سینکڑوں شخص وہاں گئے۔ اور انہوں نے واپس آکر شہادت دی۔ کہ ہندوستان ایک ملک ہے۔ میں نے کہا یہی دلیل خدا تعالیٰ کے وجود کی ہے۔ ایک نہیں ہزار نہیں بلکہ ہزارہا ایسے انسان دنیا میں پیدا ہوئے جنہوں نے خدا کو دیکھا اور اس سے بالمشافہ باتیں کیں۔ تب انہوں نے خدا کے وجود کی شہادت دی۔ اور وہ کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ بلکہ اپنے زمانہ میں وہ سب سے زیادہ صادق اور راستباز سمجھے جاتے تھے۔ دہریہ کہنے لگا۔ درحقیقت کسی خدا نے ان سے باتیں نہیں کی تھیں۔ بلکہ انہیں ایسا خیال ہو گیا تھا۔ کہ گویا کوئی ہستی ان سے باتیں کرتی ہے۔ میں نے کہا اس شبہ کی خود قرآن مجید میں تردید کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما کذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یری کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خدائی تجلیات دیکھیں۔ آپ کے دل نے بھی اس کو غلط قرار نہیں دیا۔ بلکہ اس کی تصدیق کی پس اے لوگو کیا تم اس سے اس امر کے متعلق جھگڑا کرتے ہو۔ جس کا اس نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اور اس کے دل نے اس کی تصدیق کی۔ اور کہتے ہو۔ کہ یہ محض آپ کا خیال اور وہم تھا۔ پس یہ کہنا کہ انبیاء کا یہ خیال تھا۔ کہ ان کی طرف وحی ہوتی ہے۔ درحقیقت انہیں کوئی وحی نہیں ہوتی تھی۔ یہ خود ایک وہم ہے۔ جو عدم تفکر سے پیدا ہوتا ہے۔

پھر ایک عیسائی نے مسیح کی ابنیت کے متعلق دریافت کیا۔ تو میں نے کہا مسیح نے خود اپنے ابن اللہ ہونے کی تفسیر کر دی ہے۔ جب یہود نے کہا کہ ہمارا باپ ایک ہے اور وہ خدا ہے۔ مسیح نے کہا تم اپنے باپ کے ہو۔ اور وہ شیطان ہے کیونکہ تم اس کے کام کرتے ہو۔ پس جس معنی میں یہود کا باپ شیطان تھا انہی معنے میں مسیح کا باپ خدا تھا نہ شیطان یہود کا حقیقی باپ تھا۔ نہ مسیح کا خدا۔ اس نے کہا شیطان کا لفظ انجیل میں نہیں ہے۔ میرے پاس انجیل تھی۔ میں نے انجیل سے لفظ دکھا دیا۔ پھر مسیح کی صلیبی موت پر گفتگو کے دوران میں جب میں نے مسیح کے پطرس کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے دوسرے ملک کی طرف ہجرت کرنے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ مسیح نے پطرس سے کہا۔

Feed my Sheep

تو عیسائی نے کہا مسیح نے Lamb کہا۔ Sheep نہیں کہا۔ کیونکہ ان دونو لفظوں میں بہت بڑا فرق ہے میں نے انجیل سے Sheep کا لفظ بھی دکھا دیا

درد صاحب اس روز مکان پر رہے اور جو لوگ مکان پر آئے ان سے انہوں نے گفتگو کی۔ اسیطرح حضرت میاں ناصر احمد صاحب اور دیگر صاحبزادگان کو بھی پمفلٹ بھیج دئے گئے تھے۔ جو انہوں نے تقسیم کئے۔

خاکسار:۔ جلال الدین شمس

جماعتوں کی تربیت کا انتظام

نظارت ہذا کے مدنظر یہ انتظام ہے۔ کہ جن مقامات میں قریب قریب احمدیہ جماعتیں واقع ہیں۔ ان کو تربیت کی اغراض کے ماتحت حلقوں کی صورت میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور ان میں علماء مقرر کر دیئے جائیں۔ جو اپنے اپنے حلقہ میں تربیت و اصلاح کا کام کریں یہ علماء مرکزی کارکن نہ ہونگے۔ بلکہ ان کے اخراجات اور گزارہ کا انتظام جماعتہائے متعلقہ کے سپرد ہوگا۔ نظارت ہذا صرف اس انتظام کے جاری کرنے میں مدد کرے گی اور نگرانی کرے گی۔ ان حلقوں میں مولوی فاضل پاس یا دوسرے لحاظ سے دینی علم رکھنے والے احباب کو متعین کیا جائیگا۔ جو احباب مولوی فاضل پاس ہوں۔ یا مولوی فاضل تو نہیں مگر علم دین سے حصہ وافر رکھتے ہوں۔ اور وہ اپنے اندر تربیت کرنیکی اہلیت بھی پاتے

بلاد عربیہ میں احمدیت کے ترجمان البشریٰ کی قبولیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خداتعالےٰ کے فضل وکرم سے ماہوار رسالہ "البشریٰ" باقاعدہ شائع ہورہا ہے۔ عربی اخبار وجرائد وقتاً فوقتاً اس کے اقتباسات بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ماہ فروری ۱۹۳۷ء میں جریدہ "الصراط المستقیم" نے جو یافا سے شائع ہوتا ہے۔ البشریٰ کا ایک لیڈنگ آرٹیکل جس میں سابق شاہ انگلستان کی تخت سے دست برداری کے متعلق حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ کا ترجمہ دیا گیا تھا۔ من وعن شائع کیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اسے پڑھتے ہیں وہ بھی اس سے بہت دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ شرق الاردن سے ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

حضرۃ الفاضل المحترم۔

تحیۃ واحترام وبعد اطلعت علی مجلتکم الغراء لطریق الصدف والتهمت مواضیعها الشائقة مسرورا من ابحاثها التی تدل علی علم واسع وایمان راسخ و عقیدة ثابتة مما دلنی علی ان هذه المجلة تصدر عن نیة حسنة والاخلاص الی الله والحقیقة و لربما کان القلم الذی یتولی تحریرها والرد علی منکر دعوتکم تساعده روح من الله۔ استغربت جدا الاستغراب انه دعوتکم رغم کل ما تقومون به من جهد لنشرها فی مشارق الارض و مغاربها لم نعلم عنها شیئا نحن سکان شرق الاردن و بالخاصة بعد ان طالعها معی کثیر من الشخصیات البارزة المطلعة کان جوابهم ایضا الاستغراب لعدم علمهم حتی الان بمثل هذا مع اعترافهم بقوة حجة الکاتب ومقدرته وسعة اطلاعه۔ لا اجد بعد کل ذلک الا ان الفت نظرکم ان نشر الدعوة فی بلاد شرق الاردن ضمن طرق توافق امزجة القوم هنا وتتفق مع غفلتهم مشفوعة بما فی هذه المجلة من درر الابحاث العلمیة والمنطقیة سوف تلاقی متسعا میدانا فسیحا للنشر هذه الدعوة المبارکة والله من وراء القصد والسلام علیکم

ترجمہ:۔ جناب فاضل محترم!

تحیہ واحترام! عرض آنکہ اچانک آپ کے رسالہ مبارکہ پر اطلاع پائی اور اس کے شوق دلانے والے مقالات جو وسیع علم، ایمان راسخ اور عقیدۂ ثابتہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اس طرح پڑھ گیا۔ جس طرح سخت بھوکا کھانا نگل جائے۔ اس کی ابحاث سے بہت مسرور ہوا۔ ان تمام امور نے میری اس طرف رہنمائی کی کہ یہ رسالہ صدق نیت اور اخلاص باللہ والحقیقہ سے صادر ہوتا ہے۔ اور یقیناً وہ قلم جو اسے ایڈٹ کرتا اور آپ کی دعوت کے منکرین کا رد لکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی روح اس کی تائید کرتی ہے۔

مجھے بیحد تعجب ہوا کہ آپ کی ان تمام مساعی کے باوجود جو مشرق ومغرب میں نشر احمدیت کے لئے آپ بروئے کار لاتے ہیں۔ ہم اہل شرق الاردن اس سے بالکل ناواقف ہیں۔ بعض شخصیات بارزہ جنہوں نے میرے ساتھ اس رسالہ کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے بھی تعجب کا اظہار کیا کہ وہ اس دعوۃ مبارکہ کے متعلق کچھ نہیں جانتے حالانکہ انہیں ایڈیٹر رسالہ ہذا کی قوت حجت مقدرت اور وسعت معلومات کا اعتراف ہے۔ اختتام پر میں آپ کی توجہ اس طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ کہ دعوۃ احمدیت کی تبلیغ شرق الاردن میں ایسے طریقوں سے جو قوم کے مزاج کے موافق ہوں۔ اور اس رسالہ کی علمی اور منطقی بحثوں کے موتیوں سے لبریز ہوں عنقریب ایک وسیع میدان پائیگی۔ واللہ الموفق۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

مولوی رمضان علی صاحب مبلغ ارجنٹائن نے جو تعاون ہمارے ساتھ رسالہ کے خریدار پیدا کرنے میں کیا ہے اس کیلئے ہم ان کے بہت ہی ممنون ہیں۔ اگر دیگر مجاہدین سلسلہ بھی اس طرف توجہ کرسکیں تو قومی مفاد کی بیحد خدمت کرسکتے ہیں۔

خاکسار محمد سلیم مبشر بلاد عربیہ

واقعات عالم پر نظر

۱۔ احرار کی فتنہ پردازیاں
۲۔ نئے وزرا کی مشکلات کا حل
۳۔ دنیا کی سیاسی حالت

(الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے)

(۱)

کانگرس کے کارکنوں نے اس قدر توضیح سمجھا۔ کہ مسلمان عوام تک اگر رسائی ہوجائے۔ اور وہ کانگرس کا ساتھ دینے لگیں۔ تو پھر مسلمان لیڈروں کا مرہون منت ہونا خارج از بحث ہوجائے گا۔ مگر جس گروہ کو اپنے کام کے لئے منتخب کیا گیا ہے اور جن لوگوں پر ملک کا روپیہ صرف کیا جارہا ہے۔ وہ نااہل فتنہ پرداز اور تجربہ کردہ مفسد گروہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کو روپیہ دے کر خریدا جاسکتا ہے۔ اور پنجاب کی حکومت کے بعض عمال نے ان سے قادیان کے خلاف کام لیا۔ اور سکھوں نے مسجد شہید گنج کے مسمار کرنے میں اس ضمیر فروش ٹولہ کی خدمات سے فائدہ اٹھایا اب کانگرس نے ان کو لکھنؤ میں نوازا۔ ان کی سیاسی کانفرنس کرائی۔ جس میں انہوں نے خود شرارتیں کیں۔ شور مچایا پنڈال میں آگ لگانے کا فسانہ بنایا اور احمدیوں کی طرف اسے منسوب کرکے پراپیگنڈا کیا۔ جس کا راز آخر فاش ہوا۔ اور رفتہ رفتہ لکھنؤ کی آبادی بالخصوص شیعوں پران کی حقیقت کھل گئی۔ مگر جو بیج لکھنؤ والوں نے اپنی سرزمین میں ان کے ہاتھوں ڈلوایا وہ اُگا اور اگتے ہی اس نے شیعہ سنی خون سے سینچے جانے کا مطالبہ کیا۔ اور لکھنؤ میں مسلمانوں کے اتحاد کو صدمہ پہنچایا۔ ان کی سیاسی حیثیت کو ایسے وقت میں جبکہ زمام حکومت ایک مسلمان نواب کے ہاتھ میں ہے۔ نقصان پہونچایا۔ ممکن ہے کہ کانگرس کارکنوں کا وہ طبقہ جو سیاہ سیاسی رنگ میں رنگین ہے۔ اس کارگذاری پر خوش ہو۔ لیکن اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکل سکتا۔ مناسب ہے کہ حکومت یوپی شیعہ سنی تازہ فساد کے اسباب معلوم کرنے کے لئے کمیشن کا تقرر کرے۔

(۲)

نئے دستور کی ترویج کا کام ہندوستان کے آٹھ صوبوں میں مسلمان وزرائے اعظم کے سپرد ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح مسلمانوں سے انگریزوں نے حکومت لی تھی۔ اسی طرح ممکن ہے قدرت پھر نئے طریق سے حق بحق دار رسید پر عمل پیرا ہو۔ اور یہ اس بڑے تغیر کا پیش خیمہ ہو۔ جو دنیا کی حالت اور آسمان سے نبوتیں ظاہر کرتی اور کرچکی ہیں اس دور جدید میں جو کچھ دیکھا جارہا ہے۔ اس کے ملاحظہ سے ایک طرف تو خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ رعایا پروری

انصاف پژدہی محنت۔ کفایت بے نفس غرض ہر وصف جو حکمران کے لئے ضروری ہے۔ اس سے متصف ہونے کی موجودہ وزرائے اعظم صوبجات پنجاب سندھ سرحد۔ بہار۔ یوپی۔ بنگال کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں خطرہ تھا۔ کہ انصاف کی سعی میں مسلمان وزیر خود اپنی ہی قوم کو نقصان پہونچا کر دوسروں کو خوش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے تمام کھیل نہ بگاڑ دیں۔ مگر اب تک کوئی ایسی شکایت مسموع نہیں ہوئی۔ بلکہ جہاں تک ملک کے پریس کا تعلق ہے نئی حکومتوں پر فرقہ وارانہ ذہنیت کے الزامات بھی تراشے نہیں گئے۔

بایں ہمہ ان وزرا کو مشکلات کا سامنا ہے اور سب سے بڑی مشکل ابنائے وطن کی وہ جماعت (کانگرس) ہے۔ جو نئے قانون کو ناکام بنانے میں ساعی ہے پھر وہ گروہ (احرار) ہے۔ جو اپنے ذاتی مفاد کیلئے سب کچھ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ تیسری وہ منظم جماعت (ہندو مہاسبھا) ہے۔ جو مسلمان نام سے نفرت کرتی ہے۔ اور چاہتی ہے کہ کوئی کام مسلمان نام کے ماتحت نہ ہو۔ ان تمام جماعتوں کی کوششوں کا اس میں ہاتھ ہو یا نہ ہو لیکن بنوں میں ہندوؤں پر ڈاکے ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ہندو مسلم فساد۔ شکارپور میں فرقہ وارانہ تنازعہ بنگال میں ہندو بتوں کی بے حرمتی پنجاب میں سٹرائکیں بالخصوص راولپنڈی اور امرتسر میں سکھ مسلم اور سکھ سکھ مناقشہ۔ لکھنؤ میں شیعہ وسنی جنگ ایسے واقعات ہیں۔ جن کی طرف سے بے پروائی اختیار نہیں کی جاسکتی۔ ایسی مشکلات گو ہمیشہ سے حکام کو پیش آتی رہی ہیں۔ مگر اپنی حکومت اور اپنے ابنائے وطن کے زیر انتظام ایسا ہونا یقیناً زیادہ احساس پیدا کرتا ہے۔

مسلمان وزراء کے علاوہ بمبئی کے اینگلو انڈین اور مدراس کے ہندو وزیر اعظم کو بھی پونا و مدراس میں فساد وقتل کے واقعات رونما ہونے سے مشکلات کا سامنا ہوا ہے۔ ان مشکلات کا صحیح اور فوری علاج تو یہ ہے کہ کانگرس فوراً آئینی جماعت بنکر ملک کی خدمت شروع کردے۔ اور مجلس ہائے وزرا میں نمائندہ قومی عناصر رکھے۔ مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھے۔ اور ثابت کردے کہ ان کے ہاتھ میں اسلامی حقوق محفوظ ہوں گے۔ تبلیغ کی ممانعت نہ ہوگی۔ پھر یہ قضیہ منافرت پھیلانے کی "بلقانی" کوششیں غائب اور آئین کے التوا کی دھمکی مفقود اور مخلوط انتخاب کا راستہ صاف ہو جائے گا۔

(۳)

عالم میں شور ہے اور شور چونکہ لمبے کانوں کی دنیا کے پاس فوراً پہونچتا ہے۔ اور نہایت نازک احساسات کا مالک آلہ نشر صوت ایسے شور اور شورشوں کی فوراً اشاعت کرتا ہے۔ اس لئے عالمگیر شور۔ ہماری توجہ کا جلدی جاذب ہوجاتا ہے۔ اگر ہم بحر ظلمات کے نئے دنیا والے سواحل سے معائنہ کا آغاز کریں۔ تو ہمیں شمالی امریکہ ہر وقت جاپان سے خائف اور ہر ممکن جنگی تیاری میں مصروف نظر آتا ہے۔ جنوبی امریکہ میں امن ہے۔ بولیویا اور پیراگوئے میں صلح ہو چکی ہے۔ مگر جس طرح شمالی امریکہ کو نسلی تعلق شمالی یورپ سے وابستہ کئے ہے۔ اسی طرح جنوبی امریکہ کو جنوبی یورپ۔ کے خوں چکاں ڈرامہ اندلوسیہ سے دلچسپی ہے مشرق کے جزائر برطانیہ بغیر جاپانی اندرونی انقلاب اور مشرق بعید کی مستقبل حیثیت کے مشکل عقدہ کو حل کرنے میں مشغول ہے۔ شمالی چین منچو کو منگولیہ پر اثر جمانے کے بعد جاپان مشرقی روس میں منچو کو فغفور کی طرح ایک "روسی زار" کی حکومت قائم کرنے کی سوچ میں ہے۔ اور اگر امریکہ یا انگلینڈ سے چپقلش ہو جائے۔ تو اس کے لئے بھی تیار ہے۔ ایشیا خاموشی سے بدل رہا ہے۔ اور آنریبل سر ظفر اللہ خاں یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان کا وطن ہندوستان مشرق و مغرب میں ایک پل کا کام کریگا اور وسیع شدہ خلیج کو پاٹ دے گا۔

محکوم افریقہ کا ع

گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

روزانہ گانا ہے۔ مسولینی جنوب میں اور معدان شمالی میں ڈپلومیسی کی نہایت شاندار لڑائی لڑ رہے ہیں۔ لندن وقت لینا اور اطالیہ کو دنیا سے جدا کرنا چاہتا ہے۔ اور روم برطانوی اقتدار کو بحیرہ روم سے خارج اور مشرقی افریقہ میں کمزور کرنے کا خواہاں ہے ہٹلر برلن و روم کو متحد کرکے انگلستان سے اپنی نوآبادیوں کو واپس لینے کی کوشش میں ہے۔ لندن برلن کو اپنا بنانا بھی چاہتا ہے۔ اور دینا بھی کچھ نہیں چاہتا فرانس وروس میں اتحاد ہے۔ اٹلی سے اندنوں بگاڑ ہے۔ مگر فرانس میں ایک زبردست عنصر اٹلی سے اتحاد کا حامی ہے۔ وزیر اعظم انگلستان مسٹر بالڈون کا استعفیٰ اور ڈیوک اوف ونڈسر کی شادی ایک وقت ہو کر چہ میگوئیوں کا دروازہ کھولتے ہیں۔

غیر سرکاری اٹلی نے تاجپوشی کے موقعہ پر جو رویہ اختیار کیا۔ اسے انگلستان نے سخت محسوس کیا ہے اور ۱۲ میل لانبے برطانوی بیڑہ کے ۳۰۰ جنگی جہازوں کے شاہی معائنہ ومظاہرہ نے روم کو بتایا ہے۔ کہ طرابلس کی جدید سڑک سوڈان ومصر کی سرحدوں کا رخ بحری طاقت میں اضافہ وغیرہ ہمارے زیر نظر ہے جھگڑے کا وقت آگیا تو شاہ ثلاثی دعوی دار لیگ کا ریزولیوشن۔ برطانیہ کے ابی سینیا پر اطالوی قبضہ کا عدم تسلیم موجود۔ مصری وسوڈانی و افریقین افواج اور بحری بیڑہ حاضر۔ بھک سے اڑنیوالے مادہ میں چنگاری کب پڑیگی۔

واللہ اعلم

الفضل کے متعلق ایک احمدی کے جذبات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بھائی اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔

یوں تو الفضل سے ہر احمدی کو دلی محبت ہے۔ اور دارالامان کا اخبار پردیس میں عزیز واقارب کے خطوط سے زیادہ محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بندہ بعض ناگزیر حالات کے ماتحت خود خریدار نہیں تھا۔ مگر ۳۰ میل دور سے اخبار منگوا کر پڑھتا ضرور تھا۔ پھر خود خریدار بنا۔ اور میرا نمبر خریداری ۱۲۷۷ ہے۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ تقریباً تین ہفتہ سے میرا اخبار مجھے نہیں ملا۔ اس میں جناب کے دفتر کا قصور نہیں۔ میری ہی شومئے قسمت ہے۔ میرا اخبار پھاڑ دیا جاتا ہے ڈاکخانہ گیارہ میل دور ہے۔ وہاں سے اخبار لانے ایک آدمی جاتا ہے۔ جو کہ متعصب غیر احمدی ہے۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ مجھے یہاں سے ملازمت بھی ترک کرنی پڑے۔ بایں وجوہات عرض ہے۔ کہ میرے نام اخبار بند کر دیا جائے۔ اور میرا بقایا چندہ الفضل کے اعانت فنڈ میں جمع فرمالیا جائے۔ آئندہ بھی بندہ انشاء اللہ پانچ روپیہ کی حقیر رقم جلسہ سالانہ پر اعانت فنڈ میں جمع کراتا رہیگا۔ میں یہ سطور سخت تکلیف اور رنج سے سپرد قلم کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے پیارے الفضل سے جدا کیا گیا۔

وہ اصحاب جو باوجود استطاعت کے خود اخبار نہیں خریدتے۔ اپنے اس بھائی کے جسے مجبوراً الفضل سے محروم رہنا پڑا۔ جذبات ملاحظہ فرمائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے اس فضل کے شکریں کہ ان کو اس قسم کی مشکلات درپیش نہیں اپنے نام فوراً اخبار جاری کرا لینا چاہیئے ؛

جون کا مہینہ تبلیغ کیلئے وقف کرنیوالے احباب کو اطلاع

تحریک جدید کے مطالبہ وقف عرصہ کے ماتحت جن دوستوں نے جون کا مہینہ وقف کیا ہوا ہے انکو بذریعہ خطوط فرداً فرداً اطلاع دی جا چکی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ فوراً اپنے علاقہ میں پہونچکر کام

رپورٹ جلسہ سالانہ احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل و کرم سے احمدیہ گرلز سکول کا بارھواں سالانہ جلسہ ۱۸ اپریل بروز اتوار صبح ۸ بجے زیر صدارت محترمہ سیدہ فضیلت صاحبہ پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ جامع مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ تقریباً ۷ سو کا مجمع تھا۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت کے بعد مڈل جماعت کی لڑکیوں نے جو کہ امسال مڈل کا امتحان دے کر سکول سے رخصت ہوئیں۔ حج۔ زکوٰۃ۔ خیرات۔ نماز۔ حقوق والدین حقوق ہمسایہ پر مضامین پڑھے۔ نجات دہندہ مذہب اسلام ہے یا عیسائیت اس پر مناظرہ کیا گیا۔ جس میں اسلام کی صداقت ثابت کی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرشن اوتار ہونے اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی گفتگو کی گئی۔

اس کے بعد صدر سیدہ فضیلت صاحبہ نے ایک مؤثر تقریر فرمائی جس سے حاضرات نہایت متاثر ہوئیں کارروائی نہایت خاموشی اور سکون کے ساتھ جاری رہی۔ بعدہٗ سیدہ شوکت نے سکول کی مندرجہ ذیل رپورٹ پڑھی

خدا کے فضل و کرم سے اس اسلامی درس گاہ کی بنیاد ۵ اپریل ۱۹۲۷ء میں زیر اہتمام سیدہ فضیلت صاحبہ پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ رکھی گئی۔ اور اب اس کی بارھویں سالگرہ ہے اس وقت سکول میں آٹھ جماعتیں ہیں۔ سکول کی کل لڑکیوں کی تعداد ۲۵۶ ہے۔ جن میں سے تیسرا حصہ احمدی لڑکیوں کا ہے۔ مڈل کی تین جماعتوں میں ۵۰ لڑکیاں ہیں۔ سکول کے سٹاف میں ۱۹ استانیاں ہیں۔ جن میں تین ایس۔ وی اور پانچ جے وی ہیں۔ ایک عربی اور دینیات کی استانی ہے۔ عربی لازمی مضمون ہے اور ۱۹۳۶ء میں چھٹی جماعت سے انگریزی کا بھی انتظام کر دیا گیا ہے ۱۹۳۶ء میں مڈل کی آخری جماعت کی لڑکیاں خدا تعالےٰ کے فضل سے ۱۰۰ فیصدی کامیاب رہیں۔

سلائی اور خانہ داری کے معائنہ پر انسپکٹرس صاحبہ نے اظہار پسندیدگی کرتے ہوئے تسلی بخش رپورٹ لکھی۔ دینیات کا معائنہ جنوری ۱۹۳۷ء میں ناظر تعلیم و تربیت جناب ولی اللہ شاہ صاحب نے کیا اور لڑکیوں کی دینی قابلیت پر خوشنودی کا اظہار کیا

عورتوں اور لڑکیوں کی مذہبی اور اخلاقی ترقی کے لئے گیارہ اجلاس انصار اللہ اور گیارہ اجلاس لجنہ اماء اللہ کے ہوئے جن میں اکثر لڑکیوں کی اخلاقی اور تبلیغی تقریریں اور مضامین ہوتے تھے۔ اور موقع اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ کی تقریریں بھی ہوتی تھیں۔ سکول کا حساب پیش کرنے کے بعد حسب ذیل معاونین سکول کے نام شکریہ کے ساتھ درج ہیں۔

محترمہ سیدہ فضیلت صاحبہ
" " عصمت صاحبہ
" " رفعت "
" " نظیر "
" سکینہ بیگم "
" فاطمہ بیگم "
" مریم شاہ نواز "
استانی حمیدہ بیگم صاحبہ
محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ
" اہلیہ محمد شفیع صاحب
" سیدہ راحت صاحبہ
" زینب بی بی صاحبہ بنت عبد اللہ صاحب

بعدہٗ دینیات میں اول دوم اور سوم رہنے والی لڑکیوں کو دینیات کے اور دیگر لڑکیوں کو اخلاقی انعام تقسیم کئے گئے۔ ڈیڑھ صد لڑکیوں نے اخلاقی انعام حاصل کئے۔

سیالکوٹ میں زیر اہتمام مقامی ایسوسی ایشن آف ٹیچرز سکولوں کی دستکاری کی نمائش ہوئی۔ جس میں ضلع سیالکوٹ کے علاوہ۔ فیروزپور۔ موگا۔ گجرات لاہور۔ گوجرانوالہ۔ گورداسپور کے سکول بھی شامل تھے۔ اس موقع پر بلحاظ سلائی اول اور دوم انعام احمدیہ گرلز مڈل سکول نے حاصل کئے۔ نیز سلائی کے اچھا ہونے پر ایک کپ سکول کو ملا۔ (نامہ نگار)

رنگریزی اور چھاپ لگانے کا کام

گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ شاہدرہ میں کپڑوں کو رنگنے۔ سفید کرنے۔ جلا دینے اور ڈرائی کلیننگ اور کپڑوں پر چھاپ لگانے کا کام ہاتھوں اور مشینری کے ذریعہ جدید سائنٹیفک طریقوں کے مطابق تعلیم یافتہ نوجوانوں اور دستکاروں کو سکھایا جاتا ہے۔ اور اس طرح تربیت یافتہ رنگریزوں چھاپ لگانے والوں اور اعلیٰ درجہ کے سپرنٹنڈنٹوں اور کام کی نگرانی کرنے والوں کی جماعت تیار کی جاتی ہے۔ صوبوں میں ان جدید صنعتوں کے لئے روز افزوں گنجائش ہے کام سیکھنے کے بعد کاریگر سائنٹیفک رنگریزی۔ ڈرائی کلیننگ اور کپڑوں پر چھاپ لگانے کے متعلق اپنا علیحدہ کاروبار جاری کر سکتے ہیں یا اس قسم کے بڑے بڑے کارخانوں میں ملازم ہو سکتے ہیں۔ یہاں کا نصاب تین شعبوں پر مشتمل ہے۔ اول فورمین رنگریزوں کی جماعت دوسرے آرٹیزن رنگریزوں کی جماعت تیسرے چھاپ لگانے والوں کی جماعت فورمین رنگریزوں کی جماعت کے نصاب کی میعاد ۲½ سال سے زیادہ ہے۔ اور یہاں انگریزی میں پڑھائی ہوتی ہے۔ یہاں میٹریکولیشن پاس طلبا داخل ہو سکتے ہیں۔ ان طلبا کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جنہوں نے اختیاری مضامین میں سے سائنس کا مضمون لیا ہو۔ آرٹیزن رنگریزوں کی جماعت کے نصاب کی میعاد ۱½ سال ہے۔ اور پڑھائی اردو میں ہوتی ہے۔ پڑھے لکھے کاریگروں کو داخلہ کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔

کیلیکو پرنٹنگ جماعت کی صورت میں تربیت کی میعاد۔ ذریعہ تعلیم اور خواندگی کے متعلق شرائط وہی ہیں۔ جو آرٹیزن رنگریزوں کی جماعت کے لئے مقرر ہیں۔ فیس برائے نام لی جاتی ہے۔ یعنی فورمین رنگریزی کی جماعت کے طلبا ڈیڑھ روپیہ اور دیگر دو جماعتوں کے طلبا آٹھ آٹھ آنے ماہوار فیس دیتے ہیں۔ چند ایک وظائف بھی ہیں۔ اور چند حالتوں میں فیس میں رعایت کی جاتی ہے۔ طلبا کی عملی تربیت کی غرض سے تجارتی پیمانہ پر کام سکھایا جاتا ہے۔ آئندہ سیشن جولائی میں شروع ہوگا۔ اور داخلہ ۱۵ جون سے ۱۵ جولائی تک رہے گا۔ چونکہ ہر جماعت میں بہت محدود گنجائش ہے لہٰذا امیدواروں کو حتی الامکان بہت جلد درخواستیں ارسال کر دینی چاہئیں درخواستیں مقررہ فارم پر آنی چاہئیں۔ پراسپکٹس اور داخلہ کے فارم کی نقول اور دیگر معلومات ڈائنگ ایکسپرٹ شاہدرہ انسٹی ٹیوٹ کی خدمت میں درخواست دے کر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضروری اعلان

ماہوار تبلیغی ٹریکٹ جن دوستوں کو بھجوائے جاتے ہیں۔ اگر ان کے پتے درست نہ ہوں۔ یا ان میں کوئی امر قابل تصحیح ہو تو براہ کرم آج سے ایک ہفتہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

مہتمم نشر و اشاعت صیغہ دعوۃ و تبلیغ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب وی پی کی وصولی کیلئے تیار رہیں

جن اصحاب کے نام قیمت کی وصولی کے سلسلہ اخبار میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان سے گذارش ہے کہ وہ تکلیف اٹھا کر بھی قیمت بذریعہ منی آرڈر یا معرفت دفتر محاسب ارسال فرما دیں۔ یا پھر وی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ کاغذ وغیرہ کی گرانی کی وجہ سے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ (مینیجر)

چمڑے کے تاجروں کو اطلاع

مندرجہ ذیل اشیاء کافی تعداد میں ایک فرم کو چاہئیں۔ اور انہیں کراچی میں پہنچانا ہے۔ جو احباب چمڑے کی تجارت کرتے ہوں۔ وہ ٹنڈر دیں۔ سامان کی عمدگی اور نرخوں کے پیش نظر ٹنڈر آنے پر فیصلہ کر کے آرڈر دیا جائیگا

(۱)	دیسی چمڑا اما چھا	۱۲۰ پونڈ	اعلےٰ قسم
(۲)	" گاؤ کا	۲۰۰ "	"
(۳)	میٹا گجراتی	۲۵ "	"
(۴)	کروم لیدر براؤن	۱۵ "	"
	" بلیک	" "	"

ناظر امور عامہ۔ قادیان

کرایہ پر مکان دینے اور لینے والوں کو مفید مشورہ

قادیان میں بہت سے احباب ایسے ہیں جو باہر رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو یہاں اپنے مکانات کو کرایہ پر دینے اور کرایہ کی وصولی وغیرہ کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات اس وجہ سے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے اسی طرح باہر سے آنے والے احباب کو بھی ناواقفیت کی وجہ سے کرایہ پر مکان کا انتظام کرنے میں دقت ہوتی اور بعض اوقات سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے اپنے مکانات کرایہ پر دینے والے اور لینے والے دونوں اگر جنرل سروس کمپنی قادیان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں تو بہت زیادہ فائدہ میں رہینگے۔ اور بہت سی پریشانی اور تکلیف اور نقصان سے بچ جائینگے

ماں کا خط اپنی بیٹی کے نام

میری نور نظر بچی خدا تم کو سلامت رکھے ابھی دو مہینے باقی ہیں اور تم نے ابھی سے گھبرا گھبرا کر خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں اگرچہ پیدائش کی گھڑیاں بہت ہی مشکل ہوتی ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت دوبارہ دنیا میں آتی ہے۔ لیکن میری بچی تمہیں میرے تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہئیے کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی بچہ کی پیدائش پر کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ کیونکہ تمہارے ابا جان ایسے موقعہ پر مجھے ہمیشہ **ڈاکٹر منظور احمد صاحب مالک شفاخانہ دلپذیر قادیان** ضلع گورداسپور سے اکسیر تسہیل ولادت منگا دیا کرتے تھے۔ اس سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد کی دردیں بالکل نہیں ہوتیں۔ قیمت بھی اس کی زیادہ نہیں **شاید دو روپے آٹھ آنہ** (عہ) ہے جو کہ فوائد کے لحاظ سے بالکل حقیر ہے اپنے میاں سے کہکر یہ دوائی ضرور منگوا رکھیں۔

تعارف

ہومیوپیتھک علاج کی مقبولیت عام ہے۔ جس نے ایک بار آزمایا دوسرا علاج پسند نہ کیا۔ کڑوی کسیلی دوا اور کشتہ جات کا استعمال اس علاج میں نہیں ہے۔ نہ ہی انجکشن کے بداثرات پیدا ہوتے ہیں۔ فصد اور اپریشن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوا کا بیرونی استعمال کم ہے۔ ہر مرض میں کھانے کی دوا حیرت انگیز اثر کرتی ہے سینکڑوں مجھ سے فائدہ اٹھا چکے ہیں ضرورتمند ایک آنہ تحریک جدید کے لئے مقامی سکرٹری کو دیں۔ مفت مشورہ لیں۔

ایم ایچ احمدی چتوڑ گڑھ میواڑ

اکسیر فتق

پانی اتر آیا ہو یا شحمی کسی قسم کا ہو اس دوا کے لگانے سے بذریعہ پسینہ اصلی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ بڑے سے بڑے بیضے حد اعتدال پر آ کر صحت ہو جاتی ہے۔ اور آئندہ پھر یہ مرض نہیں ہوتا۔ آپ اپریشن کی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں۔ فوراً اس دوا کا استعمال کیجئے۔ اسی طرح آنت اترنے کو بھی روک دیتی ہے۔ قیمت تین روپے۔

اکسیر ذیابطیس وہ لوگ جن کو دم بدم پیشاب آتا ہے۔ اور پیشاب میں شکر آتی ہے جس کی وجہ سے خواہ کیسی ہی عمدہ غذائیں کھائیں۔ سوائے کمزوری کے کوئی چارہ نہیں۔ انسان کو کمزور کرنے کے واسطے یہ مرض ایک قوی پہلوان ہے **ذیابطیس** کتنا ہی پرانا ہو اس دوا سے ہمیشہ کے لئے دور ہو کر زیست دنیا بو ہو جاتا ہے جلد علاج کیجئے۔ اکسیر ذیابطیس سے ہزاروں مریض صحتیاب ہو چکے ہیں قیمت تین روپیہ (سکے) (نوٹ) فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ کیا ایک عالم سے جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔

حکیم ثابت علی (عالم مثنوی مولانا روم) محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ

بعدالت جناب سید محمد عبداللطیف شاہ صاحب سب جج بہادر درجہ دوم گجرات

نمبر مقدمہ ۲۰۲ رجوعہ ۱۹۳۷ء

مسمات راج بھری دختر میاں خاں جٹ سکنہ لنگہ بنام صوبا قوم جٹ سکنہ لدیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

دعویٰ تنسیخ نکاح

بنام۔ صوبا ولد غلام علی قوم جٹ سکنہ لدیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

مقدمہ بالا میں صوبا مدعا علیہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام صوبا جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ بتاریخ ۱۴/۶/۳۷ بمقام گجرات حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شملہ ۳۰ مئی۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ ۲۸ اور ۲۹ مئی کی درمیانی شب وادی شکتو کے کیمپوں میں ہر طرح سے امن رہا۔ صرف دتہ خیل کے سکاؤٹوں کی چوکیوں پر چند فائر کئے گئے۔ جنوبی وزیرستان میں بھی امن ہے۔

پٹنہ ۳۰ مئی۔ اخبار "انڈین نیشنل" نے یہ خبر شائع کی ہے کہ حکومت بہار نے تین ڈویژنوں کی عدالتوں میں اردو رسم الخط سے متعلق حکم کو عملی جامہ پہنانے کے ارادہ کو فی الحال ملتوی کر دیا ہے۔ کیونکہ اس کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ نیز اس راہ میں بعض قانونی مشکلات بھی حائل ہیں۔ اخبار مذکور کا بیان ہے۔ کہ اس معاملہ پر بمقام رانچی مجلس وزراء کے ایک اجلاس میں دوبارہ غور و خوض کیا جائے گا۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ لنڈن میں ایک تقریب پر تقریر کرتے ہوئے لارڈ ہیلی نے ہندوستان کی موجودہ سیاسی صورت حالات پر تبصرہ کیا اور کہا۔ کہ وزارتیں قبول نہ کرنے کے متعلق کانگرس کا فیصلہ خود اکثر کانگرسیوں کے لئے ناخوشگوار اور غیر متوقع تھا۔ خود کانگرس میں اس خیال کے حامیوں کی اکثریت ہے جو ایک موقع پر ملک کے نظم و نسق میں حصہ لینا چاہتے تھے۔ اسی طبقہ کے کانگرسیوں کی راہ میں وزارتیں قبول کرنے کے بارے میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیئے۔

نئی دہلی ۳۰ مئی۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ نیشنل بنک کے قریب ایک دکان میں آگ لگ جانے سے قریباً ۸ ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ آگ لگنے کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی

بنوں ۳۰ مئی۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ میرالی بریگیڈ نے خیلسورہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں سے کچھ عرصہ ہوا افواج کو واپس بلا لیا گیا تھا۔ تین مغویہ لڑکیاں ابھی تک بھٹانی کے علاقہ میں ہیں۔ چوتھی لڑکی جسے خیرہ خیل میں لایا گیا ہے۔ اس کی والدہ کے سپرد کر دی گئی ہے اس نے پولیس اور ڈپٹی کمشنر کو بیان دیا ہے جس میں اس نے چند دیہاتیوں کو اس واقعہ میں شریک ظاہر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مناسب اقدام کیا جا رہا ہے

لنڈن ۳۰ مئی، بیان کیا جاتا ہے۔ کہ برطانوی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ چونکہ ہندوستان کی سیاسی صورت حالات سازگار نہیں۔ اس لئے آئندہ سال کے دہلی دربار میں ملک معظم تشریف نہ لائیں گے۔ بلکہ ان کی جگہ ڈیوک آف گلاوسٹر تشریف لائیں گے

شملہ ۳۰ مئی۔ وزیرستان کی فوجی مہم میں جو سپاہی مصروف عمل ہیں۔ ان کی تعداد ۳۵ ہزار کے قریب ہے۔

جہلم ۳۰ مئی۔ آج جہلم میں ایک سکھ کے قتل کی واردات رونما ہو گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مسلمان نوجوان ایک سکھ بزاز کی دوکان پر گیا۔ جہاں اس نے کپڑا دکھانے کو کہا۔ جب سکھ اندر گیا۔ تو چاقو سے اس پر حملہ کر دیا گیا۔ شہر میں فرقہ وار فساد کے خطرہ کو روکنے کے لئے شہر میں پولیس کا پہرہ متعین کر دیا گیا۔ گرفتاری کے بعد پولیس نے حملہ آور کا بیان قلمبند کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے کہا ہے۔ کہ ایک ہفتہ ہوا اس سکھ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی۔ جس سے مجھے اشتعال آگیا۔ اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ سر فیروز خان نون انٹرنیشنل لیبر کانفرنس میں شرکت کی غرض سے جنیوا روانہ ہو گئے۔ جہاں وہ ہندوستانی وفد کی قیادت کریں گے۔

ٹوکیو (بذریعہ ہوائی ڈاک) جاپان میں بیمہ کمپنی کو دھوکہ دینے کی ایک نہایت سنسنی خیز واردات رونما ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں ۱۸۲ اشخاص کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ ان کے خلاف یہ الزام ہے۔ کہ انہوں نے بیمہ شدہ مکانات کو آگ لگا کر تین قصبات اور چھ دیہات کو نذر آتش کر دیا۔ ملزمین صحت جرم سے انکار کرتے ہیں۔ چونکہ ملزمین میں اکثر معززین اور سرکردہ پبلک لیڈر ہیں۔ اس لئے پولیس چاہتی ہے کہ مقدمہ کی سماعت ایک غیر جانبدار عدالت سے کرائی جائے۔

لاہور ۳۰ مئی۔ مسلمانوں کا ایک وفد میاں فیروز الدین احمد سابق میونسپل کمشنر کی سرکردگی میں آج صبح ڈاکٹر ستیہ پال صدر صوبہ کانگرس کمیٹی سے ملاقات کرنے کے لئے ان کی کوٹھی پر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں دیکھتے ہی ڈاکٹر صاحب نے کہہ دیا۔ کہ میں آپ سے انتخاب کے متعلق کسی قسم کی گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔ میاں فیروز الدین احمد نے ڈاکٹر صاحب کے جواب میں کہا۔ ہم صرف یہ دریافت کرنے آئے ہیں۔ کہ آپ نے دوسرے صوبوں سے مسلمانوں کو بلوا کر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کیوں کی۔ لیکن اس کا کوئی جواب نہ دیا گیا اس کے بعد دیر تک ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کے سامنے مظاہرہ ہوتا رہا

لاہور ۳۰ مئی۔ پنجاب کے پرائمری سکولوں میں مخلوط تعلیم کی جس سکیم پر آنریبل وزیر تعلیم پنجاب نے حال ہی میں اعلان کیا تھا۔ اس کے متعلق آریہ سوراجیہ سبھا لاہور کے جنرل سکرٹری نے بیان دیتے ہوئے اردو اور ہندی کا جھگڑا کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ مخلوط تعلیم کی تہ میں جو حکمت کام کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہندی اور گورمکھی کے تمام جداگانہ سکولوں کو بند کر دیا جائے۔ وزیر تعلیم کے سیدھے سادھے اعلان کی یہ عجیب نادل محض اس لئے کی گئی ہے۔ کہ پنجاب میں اردو ہندی کے تفیہ کو کھڑا کیا جائے

شملہ ۳۰ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے موجودہ اکاؤنٹنٹ جنرل مسٹر بھنڈاری کے ریٹائر ہونے پر مسٹر برج لال اس عہدہ پر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) گذشتہ تین برس کے عرصہ میں البانیہ کے بادشاہ کے خلاف اب تیسری دفعہ بغاوت ہوئی تھی۔ لیکن شاہ زوغو نے نہایت کامیابی کے ساتھ اسے فرو کر دیا ہے۔

شملہ ۳۰ مئی۔ اگرچہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کی تاریخیں مقرر نہیں ہوئیں تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ پنجاب کے وزیر مالیات ۱۷ جون کو بجٹ پیش کریں گے۔ دوسرا اجلاس ۲۱ جون کو منعقد ہو گا۔ جس کے بعد تین دن تک بحث ہو گی۔ ۲۵ جون کو غیر سرکاری بل پیش کئے جائیں گے۔ اسمبلی کا اجلاس ہر روز گیارہ بجے سے پانچ بجے شام تک منعقد ہو گا

بنوں ۳۰ مئی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج سیکنڈ انفنٹری بریگیڈ کی کارروائی شین کیمپ کی طرف پیشقدمی جاری رہی۔ قبائلیوں نے فوج کے پچھلے حصہ کا جو قریباً ۱۵۰ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ تعاقب کیا۔ اور گولیاں برسائیں۔ اس جھڑپ میں ۲۳ قبائلی ہلاک ہوئے سرکاری فوج کے دو افسر ہلاک اور چار مجروح ہوئے۔

برلن ۳۰ مئی۔ ہسپانیہ کی طرف سے جرمنی کے ایک جنگی جہاز پر بمباری کے باعث خطرناک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہسپانیہ کے ایک طیارہ نے جرمنی کے ایک جنگی جہاز پر بمباری کی۔ جس کے نتیجہ میں جہاز کے ۲۳ آدمی ہلاک اور ۱۹ شدید طور پر زخمی ہوئے۔ جرمنی میں اس فعل کے خلاف سخت جوش و خروش پھیل رہا ہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل سے شائع کیا